گوشۂ فقہاء

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء مصر کا حال

حضرت مولانا سید محمد قطب الدین حسینی صابریؒ (انڈیا)

(قسط سودم)

نوٹ: نئے پڑھنے والے سابقہ قسطوں کے بعد یہ قسط پڑھیں......

افسوس ہے کہ اسد بیچارے زیادۃ اللہ بن الاغلب کے حکم سے یورپ کے مشہور جزیرہ سسلی کے جہاد میں چلے گئے ،اور سسلی کے جزیرہ سرقوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ان کی اجل آگئی اور آج تک ان یورپین جزیرہ کے ایک شہر بلرم میں وہ مدفون ہیں۔کاش اگر یہ جہادی مہم پیش نہ آجاتی تو اسد کی یہ کتاب جو میرے خیال کے حساب سے مالکی اور حنفی فقہ کی سنگم تھی ''اسلامی قانون،، کے سلسلہ کی ایک عجیب کتاب ہوتی۔فوج میں شریک ہوجانے کے بعد علم کی دنیا سے وہ الگ ہوگئے اور مغرب کا علمی میدان سحنون کے ہاتھ میں رہا،سحنون اور ان کے ماننے والوں نے ''الاسدیہ،، کو بہت بدنام کیا،حتی کہ لوگوں نے یہ بھی مشہور کردیا کہ اسد نے ابن القاسم کے حکم کی جو تعمیل نہیں کی تھی اس کی خبر جب ابن القاسم کو ملی،تو انہوں نے بددعا کی اور کہا:

اللهم لاتنفع احداابن الفرات و لابکتابه (ابن خلکان ص ایضا)

اے اللہ تو ابن فرات کو اور ان کی کتاب سے کسی کو نفع مت دے

مگر میرے خیال میں ''الاسدیہ،، کے متعلق ابن خلکان نے جو یہ لکھا ہے کہ

فهجره الناس لذالک وهو الان مهجور

پس اس وجہ سے لوگ اس کو چھوڑ دیئے اور وہ اب متروک ہے۔

اس کی غالباً بڑی وجہ وہی تھی کہ اس میں مالکی اساتذہ کی رایوں کے ساتھ ابن الفرات نے اپنے عراقی استادوں کی چیزیں بھی درج کی تھیں اور اسی چیز نے اس کو مغرب میں مقبول ہونے نہ دیا۔

تاہم کچھ بھی ہو،مصر میں ابن الفرات سے پہلے حنفیت اگر پہونچی تھی تو قاضیوں کے ذریعہ سے لیکن علماء کے حلقوں میں امام ابوحنیفہ کے مکتب فکر کے علمی نقاط نظر اور کتابوں کے پہونچانے کا کام سچ پوچھئے ،تو اسد بن الفرات ہی نے انجام دیا۔آئندہ مجھے جو کچھ کہنا ہے،اس میں چونکہ اسد کے اس کام کو بھی دخل ہے اس لئے ان

کے متعلق اوران کی کتاب کے متعلق مجھے ذرا تفصیل سے کام لینا پڑا، گویا علمی حیثیت سے مصر میں حنفی فقہ کا داخلہ پہلی دفعہ، اسد کے واسطے سے ہوااور اب اس ملک کی حالت فقہی مکاتب خیال کے لحاظ سے یہ ہوگئی کہ امام مالک کے شاگردوں کا تو مصر پر ابتداء ہی سے قبضہ تھا، مالکیوں کے بعد امام شافعی اوران کے تلامذہ کا دور آیا۔ اسی زمانہ میں اسد بن الفرات نے حنفیت کو بھی علمی رنگ میں مصر اور مصر کے علماء سے روشناس کرادیا۔

مصر اسی حال میں تھا کہ دوسری صدی کے اختتام پر یکا یک کل دس پندرہ سال کے عرصہ میں امام مالک کے جتنے بڑے بڑے شاگرد تھے یکے بعد دیگرے تھوڑے وقفہ کے ساتھ انتقال کرتے چلے گئے۔ سب سے پہلے ابن القاسم[۱] المتوفی سنہ ۱۹۱، ان کے بعد ابن وھب[۲] المتوفی سنہ ۱۹۷ ان کے بعد اشھب[۳] المتوفی سنہ ۲۰۴ ان کے بعد عبداللہ[۴] بن الحکم التوفی سنہ ۲۱۴، گویا مصر میں جن ستونوں پر امام مالک کے علم کا ایوان قائم تھا، چند ہی سالوں میں ایک ایک کرکے گر گیا اور اتفاق دیکھئے کہ ان ہی چند سالوں کے اندر حضرت امام شافعی بھی رحلت فرما گئے، ان کی وفات سنہ ۲۰۴ میں اسی سال ہوئی جس سال اشھب کا انتقال ہوا، اور یہی وہ اتفاقات تھے، جس نے مصر میں امام مالک کے شاگردوں کی جگہ امام شافعی کے تلامذہ کے لئے میدان خالی کردیا۔ خصوصاً امام شافعی کے جن شاگردوں کا میں پہلے تذکرہ کرآیا ہوں، یعنی (۱) البیوطی (۲) ربیع الموذن (۳) المزنی (۴) حرملہ۔ اب مصر میں ان بزرگوں کا طوطی بولنے لگا اور مالکیت کے مقابلہ میں شافعیت کا جھنڈا زیادہ بلندی پر اڑنے لگا، جس کے مختلف اسباب تھے، سب سے بڑی وجہ تو ان بزرگوں کی ذاتی خصوصیتیں تھیں، میرے لئے یہ تفصیل کا موقع نہیں ہے لیکن البویطی کی داستان ثبات واستقلال سے تاریخیں معمور ہیں۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں ان پر کیا کیا مظالم نہیں توڑے گئے۔ پابزنجیر مصر سے بغداد لائے گئے اور قید خانہ میں وفات پائی۔ ہر جمعہ کو نہا دھو کر جیل کے دروازہ پر آتے، جیلر پوچھتا کہاں چلے فرماتے ''نودی للصلوۃ''، کا حکم ہوا ہے، وہ واپس کردیتا، آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرماتے:

اللھم انک تعلم انی قد اجبت داعیک فمنعونی. ص ۲۴۷ ج ۲

اے اللہ تو جانتا ہے میں نے تیرے بلانے والے کی بات کو قبول کیا مگر وہ مجھے روک دیتے ہیں۔

یہی حال امام شافعی کے دوسرے شاگرد ابن ربیع کا تھا، باوجود اس علمی جلالت قدر کے ساری عمر جامع فسطاط کی موذنی میں گذاردی اور اسلئے الموذن کے نام سے اب تک مشہور ہیں اور امام مزنی تو مزنی ہی تھے۔ علم کا حال یہ

ہے کہ ابن سریج جن کا ذکر گزر چکا ان کی کتاب ''مختصر،، کے متعلق فرماتے تھے:

یخرج مختصر المزنی من الدنیا عذرا لم یفتض. ص ۱۷ ابن خلکان ج ا

تقوی کا یہ حال تھا کہ گرمیوں میں بھی تانبے کے پیالہ میں پانی پیا کرتے تھے، مٹی کے آبخوروں سے پرہیز تھا، جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

بلغنی انهم یستعملون السرجین فی الکیزان والنار لاتطهرها. ص ۱۷ ابن خلکان

مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ آبخوروں میں گوبر استعمال کرتے ہیں اور اس کو آگ پاک نہیں کرسکتی۔

ادھر تو امام شافعی کے شاگردوں کا یہ حال، اور دوسری طرف امام مالک کے شاگردوں کی وفات، پھر ان مالکی آئمہ نے اپنے بعد مصر میں اولاً اپنی جیسی ہستیاں نہیں چھوڑیں، ایک دو تھے بھی، تو مصر والوں پر ان کا مختلف وجوہ سے چنداں اثر نہ تھا، ان میں سب سے ممتاز اصبغ ہیں جن میں واقعہ یہ ہے کہ ابن وھب اور ابن القاسم امام مالک کے ان دونوں شاگردوں نے اپنا سارا علمی سرمایہ منتقل کردیا تھا، اور اسی لئے مالکیوں میں ان کا علمی مقام بہت بلند ہے، لیکن ایک تو بیچارے کا تعلق شاید کسی ادنی خاندان سے تھا، مصر کے والی نے ایک دفعہ شہر کے معززین کو اس لئے جمع کیا کہ کسی کو قاضی منتخب کریں، بعضوں نے اصبغ کا نام لیا حالانکہ مجلس میں اصبغ بھی موجود تھے، لیکن ایک مصری امیر نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ:

اصلح الله الامیر مابال ابناء الصباغین والمقامصه یذکرون فی المواضع اللتی لم یجعل الله عزوجل لها اهلاً (الکندی ص ۴۳۴)

اللہ امیر کو اچھا رکھے ان رنگریزوں اور چوزوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایسے موضوعات میں بھی گفتگو کرتے ہیں جس کا اللہ نے ان کو اہل نہیں بنایا۔

اصبغ گو یہ سن کر آپے سے باہر ہوگئے اور کہنے والے سے لڑ پڑے، لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصریوں پر ان کی شخصیت کا کیا اثر تھا، اور یوں بھی مورخین لکھتے ہیں کہ:

کان اصبغ خبیث اللسان لایسلم علیه احد انما کان لسانه صاعقه (حاشیه الکندی)

اصبغ زبان کے خراب تھے کوئی بھی ان کے پاس محفوظ نہیں تھا ان کی زبان تو بجلی تھی۔ بھلا جس کے خاندان کے متعلق لوگوں کا وہ خیال ہو اور پھر زبان بھی جن کی ایسی سخت ہو، پبلک پر ایسوں کا کیا اثر قائم ہوسکتا ہے اور وہ بھی امام شافعی کے ان پاک طینت قدوسی صفات تلامذہ کے مقابلہ میں، نتیجہ یہ ہوا کہ مصر میں مالکیوں کا جتنا

زور تھا، جہاں تک میرا اندازہ ہے اسی قدر ان اتفاقی واقعات کے بدولت ان کا اثر کم ہوگیا۔ قاضی ابن ابی اللیث کے دربار کے شاعر حسین الجمل نے اس معتزلی قاضی کو خطاب کر کے کہا تھا:۔

والمالكية بعد ذكر شائع اخملتها فكانهمالم تذكر (الكندى ص ۴۵۲)

ترجمہ: مالکیت کا اس کے بڑے چرچے کے بعد اس کو میں نے ایسا بجھا دیا ہے کہ گویا اس کا کوئی ذکر ہی نہیں تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہم جس زمانہ کا ذکر کر رہے ہیں، اس میں مالکیت پر یہ سانحہ مصر میں گزر رہا تھا، اگر چہ اس کی وجہ الجمل نے کچھ بیان کی ہو مگر میرا تو خیال یہی ہے کہ گزشتہ بالا قدرتی واقعات ہی کا یہ نتیجہ تھا۔

اور اب مصر تھا، وہاں کے مسلمان تھے، اور امام شافعی کے یہی فقید المثال عدیم النظیر، صاحبان علم وفضل، تقوی ودیانت والے تلامذہ تھے۔ کچھ دن کے لئے محمد بن ابی اللیث المعتزلی کی خباثتوں کی وجہ سے ان بزرگوں کو اس ملک میں شدید آزمائشوں میں، خصوصا مسئلہ خلقِ قرآن کی وجہ سے مبتلا ہونا پڑا، جس کی طرف البویطی کے حالات میں کچھ اشارہ بھی کیا گیا، لیکن یہ آزمائشیں بھی۔۔۔ قتل حسین اصل میں مرگ یزید بن کر رہیں۔

خصوصا چند ہی دنوں کے بعد دیکھا گیا کہ المتوکل باللہ کے حکم سے یہی خبیث معتزلی مصر کے بازاروں میں گدھے پر سوار کر کے اس طرح پھرایا جا رہا ہے کہ اس کے سر بلکہ ڈاڑھی کے بال بھی مونڈ دیئے گئے ہیں اور پیٹھ پر مسلسل کوڑے لگائے جا رہے ہیں۔ آستین کے لہو کی اس پکار نے مصر میں سنسنی پیدا کر دی اور عوام کی ان بزرگوں سے عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی۔ گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ اب مصر صرف شافعیوں ہی شافعیوں کا ہوگیا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا، البویطی تو درس وتدریس میں مشغول تھے اور ربیع الموذن کے سپرد امام شافعی نے اپنی تصنیفات کی اشاعت کا کام کیا تھا، وہ اس میں مستغرق تھے۔ عوام وخواص میں جو سب سے زیادہ نمایاں اور شافعی کے شاگردوں میں سب سے زیادہ برآوردہ تھے وہ امام المزنی تھے۔ حتی کہ آج بھی اہل علم کے گروہ میں شافعی اور شافعیت کے ذکر کے ساتھ لوگوں کا دماغ المزنی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ حال تو اس ملک میں مالکیت وشافعیت کا تھا، رہی ''حنفیت،، تو جیسا کہ میں عرض کرتا چلا آرہا ہوں، اب تک مصر میں زیادہ تر احناف حکومت وقضاء ہی کی راہوں سے آئے۔ صرف اسد ابن الفرات نے ان کے علوم کو علم کے رنگ میں مصر ومغرب میں پہونچایا تھا اور جہاں تک میرا خیال ہے، اسد کی وجہ سے مصریوں کی پرانی بدگمانی کہ ''حنفیت میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کید اور داؤ پیچ کھیلا جاتا ہے،، اس میں بہت کچھ کمی ہوگئی تھی، اس

☆اعتن بنظافۃ ثوبک، وحسن رائحتک، وترتیب مظهرک، مع السواک والطیب.☆

طبقہ کے علماء کی کتابیں ملک میں پھیل چکی تھیں اور اہل علم کے مطالعہ میں رہتی تھیں۔کاش کم از کم یہی حال باقی رہتا،لیکن ''بدنام کننده نیکونامے چند ،،یہی خبیث معتزلی جو قاضی ہونے سے پہلے مصر میں فرقہ معتزلہ کا رکن رکین تھا اور علانیہ اپنے انہی معتزلی دوستوں کے ساتھ وہ اس حال میں پایا جاتا تھا کہ

معه نفر من اخوانه المعتزله فاكل وشرب النبيذ فكان اجود نا شربا(ص ۲۳۷ الكندى)

ترجمہ:اس کے ساتھ اس کے معتزلی احباب تھے وہ کھاتا اور نبیذ پیتا اور وہ ہم سب سے زیادہ پیتا تھا۔

اور قاضی ہونے کے بعد تو ''النبیذ،، کے لفظ کا پردہ بھی اس نے ہٹا دیا اور فسق میں اتنا دلیر ہو گیا کہ

يشرب ''جلابا،،في المسجد الجامع.في مجلس حكمه (ص ۲۳۷)

ترجمہ:اور جامع مسجد میں فیصلہ کرنے کی اپنے اجلاس میں جلاب شراب پیتا تھا۔

اس کے سوا اس نے الواثق باللہ کی پشت پناہی میں مسئلہ ''خلق القرآن،، کی آڑ لے کر جو مظالم مصر کے مالکی اور شافعی فقہاء پر توڑے اس کے سننے سے تو آدمی کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں،یونس ابن عبدالاعلی جیسے محدث جلیل کو برسوں جیل کی سزا بھگتنی پڑی۵مشہور مصری صوفی بزرگ حضرت ذوالنون نے بھی اس کے ہاتھوں انتہائی مصائب جھیلے۔البویطی کا حال تو گذر بھی چکا،جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ان کے واقعات میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔۔۔

خیر،یہ واقعات تو اس زمانہ میں گذر رہی رہے تھے لیکن مصیبت یہ ہوئی کہ یہ ظالم معتزلی عقیدۃ تو معتزلی تھا،لیکن زمخشری کے متعلق مشہور ہے کہ اعتقاداً معتزلی ہونے کے باوجود فروعاً حنفی تھا۔کہا جاتا ہے کہ یہ بدقسمتی سے یہی حال اس ظالم و فاسق بدعقیدہ قاضی ابن اللیث کا بھی تھا،اس کے درباری شاعر الجمل نے جو مشہور قصیدہ اس کی تعریف میں لکھا ہے،جس کا ایک شعر پہلے بھی نقل کر چکا ہوں اس میں ایک دوسرا شعر یہ بھی ہے:

فحميت قول ابى حنيفه يهتدى

ومحمد واليوسفي الا ذكر

وزفر القياس اخى الحجاج الانظر

صرف یہی نہیں خود حنفی مورخین مثلاً عبدالقادر مصری صاحب جواہر مضیۃ نے بھی کان فقيها بمذهب الكوفيين (ص ۳۹ ج ۲) (کوفیین (احناف) کے مذہب کا فقیہ تھا۔)

کی تصریح کی ہے،غالباً جامع مسجد میں علانیہ برسر اجلاس اس کی شراب خواری ''حنفی مذہب کے مسئلہ نبیذ،، کی

منسوخ شکل تھی۔ظاہر ہے کہ ابن ابی اللیث کے ان حالات نے مصر میں حنفیت اور حنفی فقہ،حنفی آئمہ کے وقار کو جو صدمہ پہونچایا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔بیچارے اسد بن الفرات کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا۔شافعیوں کا حنفیت کی طرف سے یوں ہی دل کب صاف تھا اوراس واقعہ ھائلہ نے تو امام شافعی کے شاگردوں کے دلوں میں نفرت بلکہ عداوت کے جذبات اگر بھڑکا دیئے تو ایسی صورت میں اس کے سوا اور کیا ہوسکتا تھا۔آخر:

انسان تھے پیالہ وساغر نہیں تھے وہ

ان کے سینوں میں ظاہر ہے کہ ''دل،، تھا۔سنگ وخشت نہ تھا،عوام ابن اللیث کے علانیہ فسق وفجور کو دیکھ دیکھ کر اس کی راہ سے ''حنفی مذہب،، جس کے متعلق حال حال تک کید سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظریہ وراثتاً ان تک پہونچا تھا۔اب اسی مذہب کی آڑ لے کر علی رؤس الاشہاد اللہ کے گھر میں قضاء کے اجلاس پر باضابطہ صراحی ومینا کے دور چل رہے تھے۔کہا جاتا ہے کہ ایک دن یہی شرابی قاضی اجلاس پر جب آیا،تو منہ پر رومال ڈالے ہوئے تھا،لوگوں نے تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ رات مجلس نشاط میں بدمست ہوکر مسلمانوں کا یہ قاضی ارباب محفل سے الجھ پڑا اور کسی دوسرے مست نے قاضی کی خوب خبر لی،اتنا مارا کہ چہرہ سوج گیا،اسی کو رومال سے چھپائے ہوئے ہے۔الکندی نے لکھا ہے کہ: **فتواتر الخبرانه عربد علی شیخ کان ینادمه ،فشج ذالک الشیخ (ص ۴۶۷)**

ترجمہ:یہ بات حدتواتر سے آئی ہے کہ وہ اپنے ایک ساتھی شیخ سے الجھ گیا تو اس شیخ نے اس کا سر پھوڑ دیا۔

مصریوں کے دل میں اس شخص کی جانب سے کتنی نفرت پیدا ہوگئی تھی،اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ جب متوکل نے اس کو قضاءت سے برطرف کیا تو...... **وثب اهل مصر علی مجلس ابن ابی اللیث فرموابحصیره وغسلوا موضعه بالماء(الکندی ص ۲۳۵)**

اہل مصر نے ابن ابی اللیث کی مجلس پر ہلہ بول دیئے۔اوراس کو چٹائی کے ساتھ اٹھا کر پھینکے اوراس کی جگہ کو پانی سے دھوڈالے۔

پہلا جس بد باطن،شریر فطرت انسان نے برسردربار جامع مسجد میں اہل السنّت کے علماء سے ان کی ٹوپیاں اپنے غلام سے اتروائی ہوں،اورکیسی ٹوپیاں جو اس زمانہ میں۔**کان ذی اهل مصر وجمال شیوخهم واهل الفقه والعدلة منهم لباس القلانس الطوال(ص ۴۶۰)**

☆ تذکران ربک واسع المغفرة،یقبل التوبة،ویعفوعن عباده،ویبدل السیات حسنات.☆

اہل مصر کا لباس اوران کے شیوخ اوران کے فقہاء اوراہل قضاء حضرات کا جمال ان کی لمبی ٹوپیاں تھیں ۔بقول کندی گویاان کی عزت کا وہ نشان تھا،الکندی نے لکھا ہے کہ ابن ابی اللیث کے غلام مطراور عبدالغنی دونوں نے

ضربا رؤس الشیوخ حتی القوا قلانسھم (ص ایضا)

ترجمہ:ان دونوں نے شیوخ حضرات کے سروں پر مارا یہاں تک کہ ان کی ٹوپیاں بھی نکال کر پھینک دیں۔ اوران مقدس''قلانس،،(ٹوپیوں) کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ دیکھنے والوں کا بیان ہے۔

رایت قلانس الشیوخ یومئذ فی ایدی الصبیان والرعاء یلعبون بھا (ص ایضا)

ترجمہ:اور میں نے اس دن بچوں اور چرواہوں کے ہاتھوں میں بزرگوں کی ٹوپیوں کو دیکھا جس سے وہ کھیل رہے تھے

جہاں تک میرا خیال ہے،جن علماء کی یہ توہین کی گئی تھی ان میں مصر کے سب سے بڑے ہر دلعزیز امام المزنی بھی تھے کیونکہ الکندی ہی نے یحیی بن عثمان کے حوالہ سے جو یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ

لما عزل ابن ابی اللیث ترک کثیر من الشیوخ لباس القلانس منھم ابوابراھیم المزنی ص ۴۶۱)

ترجمہ:جب ابن ابی اللیث معزول کردیا گیا تو بہت سے بزرگوں نے جن میں ابوابراہیم مزنی بھی ہیں ٹوپیاں پہننا چھوڑ دیا۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس''القلانس الطوال،،کی یہ توہین ہوچکی تھی،ان کو جن لوگوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کردیا تھا،اس میں المزنی بھی تھے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جس لباس کی اتنی بے عزتی ہوچکی تھی کوئی باغیرت آدمی اس کا پہننا کیسے اختیار کرسکتا تھا۔گویا''ابن ابی اللیث،،کے ظلم کی ایک تاریخی یادگار تھی،جس کو علماء نے اس کے معزول ہونے کے بعد بھی باقی رکھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دور مصر پر یوں تو آیا اور گزر گیا،لیکن اس ظالم قاضی کا انتساب جوحنفی فقہ کی طرف تھا،اس نے مصریوں کے عوام وخواص کے دل میں امام ابوحنیفہ اوران کی جماعت،ان کے مکتبِ فکر کی جانب سے شدید قسم کی نفرت وعداوت کا تخم بو دیا اور آئندہ یہی واقعہ آنے والے واقعات کی بنیاد بن گیا۔

ہوا یہ کہ ابن ابی اللیث کی معزولی کے بعد متوکل کی طرف سے چند دنوں کے لئے تو مصر کے قاضی حارث بن مسکین رہے،لیکن حارث کے بعد زمانہ نے پھر ایک کروٹ لی،اور مصر کے مذہبی ماحول میں ایک نئی ہلچل

کا آغاز ہوا۔میری مراد مشہور حنفی قاضی بکار بن قتیبہ سے ہے، حارث بن مسکین کے بعد سنہ ۲۴۶ میں المتوکل الخلیفہ نے مصر کی ولایت قضاء پر آپ ہی کا تقرر کیا، قاضی بکار چونکہ صرف قاضی نہیں تھے بلکہ اس کے ساتھ علاوہ اپنے غیر معمولی تقوی و دیانت کے جس کی وجہ سے عموماً مورخین ان کو (من التالین لکتاب اللہ والباکین) کے شاندار الفاظ میں ان کا ذکر کرتے تھے، زبان اور قلم دونوں کے مالک تھے۔ان کے تعلیمی وتدریسی ذوق کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ آخر میں احمد بن طولون حاکم مصر نے جب ان کو جیل بھیج دیا، تو طلبہ علم کے شدید ہنگامہ سے مجبور ہوکر ابن طولون نے قیدخانہ کے ایک ہال میں ان کی تدریس کا انتظام کردیا اور وہیں بیٹھ کر یہ درس حدیث وفقہ ایک مدت تک دیتے رہے، ان کا اصلی وطن بصرہ تھا اور آنحضرت ﷺ کے مشہور صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد سے تھے۔قاضی ابو یوسف اور امام زفر بن الھذیل مشہور حنفی ائمہ کے شاگرد رشید ہلال الرای جن کی کتاب الوقف حال ہی میں مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے۔بکار کی تعلیمی زندگی کا زیادہ زمانہ ہلال ہی کے حلقہ درس میں گذرا تھا جو اپنے وقت میں فقہ حنفی کا بصرہ میں سب سے بڑا اور مستند ترین علمی حلقہ تھا اور اسی لئے ان پر حنفیت غالب تھی بلکہ کہنا چاہئے کہ حنفیت میں غلو کی حد تک پہونچے ہوئے تھے حالانکہ علاوہ ہلال الرای کے انہوں نے مشہور محدث ابوداؤد الطیالسی اور یزید ابن ہارون جو بخاری کے راویوں میں ہیں، ان سے بھی حدیث کی تعلیم پائی تھی لیکن اصلی رنگ ان کا وہی تھا جو ہلال الرای کی صحبت میں چڑھا تھا۔یہ جس زمانہ میں مصر پہونچے ہیں، اس وقت ملک میں حنفیت کے خلاف ابن ابی اللیث کی حرکتوں کی وجہ سے سخت ہیجان برپا تھا۔ابن ابی اللیث کے بعد، قاضی حارث بھی فقہ احناف کے ہمدردوں میں نہ تھے۔اگرچہ شوافع سے بھی ان کا دل صاف نہ تھا۔الکندی نے لکھا ہے:

امر الحارث باخراج اصحاب ابی حنیفہ من المسجد واصحاب الشافعی (ص ۴۶۹)

ترجمہ: حارث نے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب کو مسجد سے نکال دینے کا حکم دیا۔

مصر میں یوں بھی حنفیوں کی تعداد کیا تھی، لیکن گزشتہ بالا وجوہ واسباب سے تھوڑی بہت جو ان کی جماعت تھی، ان کے ساتھ حارث نے یہ سلوک کیا تھا اور یہ تو خیر حارث کا ذاتی فعل تھا لیکن ابن ابی اللیث کی وجہ سے تو تقریباً ملک کا اکثر حصہ عوام کا ہو، یا خواص کا حنفیت کے مخالف جذبات سے بھرا ہوا تھا۔

حنفی فقہ، اور حنفی مجتہدات پر سخت تنقیدیں مصری علماء کا ایک طبقہ کررہا تھا اور ان کے سرخیل مصر کے سب سے بڑے شافعی امام المزنی تھے جو علاوہ اس عام رقابت کے جو عموماً احناف اور شوافع میں تھی، اس مخالفت کے وقتی

☆ الاتعلم ان فی الناس من فقد عقلہ، اوصحتہ، اوھو محبوس او مشلول او مبتلی ☆

موثرات میں ابن ابی اللیث کا وہ طرز عمل بھی تھا جس کا تماشہ بلکہ تجربہ علماوعملا مصر والوں کو ابھی چند دن پہلے ہوا تھا، قاضی بکار جس وقت یہاں قاضی ہوئے، تو اس ملک کو انہوں نے اسی حال میں پایا، خصوصا ان کی نظر جب المزنی کی کتاب ''المختصر،، پر پڑی، تو جیسا کہ مصر کے مشہور قدیم مورخ ابن زولاق کا بیان ہے کہ قاضی بکار نے جب نظر فی مختصر المزنی فوجد فیه رداعلی ابن حنیفه (ص ۱۶۹ ج ا الجواهر المضیئه بحواله ابن ذولاق . ترجمہ: مزنی کی مختصر میں امام ابوحنیفہ پر رد کو دیکھا۔

اگرچہ امام ابوحنیفہؒ پر رد کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ اس زمانہ میں علماء خصوصا محدثین کا ایک طبقہ تھا جو امام اور ان کے نظریات پر مختلف علاقوں میں تحریراً تنقید کر چکا تھا، اسی زمانہ میں ابن ابی شیبہ نے اپنے ''مصنف،، میں ''کتاب الرد علی ابی حنیفہ کے نام سے ایک مستقل جز کا اضافہ کیا تھا، مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ بیچارے سیدھے سادھے کسی محدث کی تنقید نہ تھی بلکہ اس شخص کی تھی، جس کے متعلق امام شافعی یہ پیش گوئی کر کے انتقال کئے تھے کہ

لتذکرون زمانا تکون فیه اقیس اهل زمانک ص ۱۸۴ ابن خلکان ج ا

ترجمہ: تم ضرور ایسے زمانے کو یاد رکھو گے جس میں تم اپنے زمانہ کے سب سے بڑے قیاس داں ہو گے۔

اور واقعہ بھی یہی تھا کہ ابوابراہیم المزنی صرف محدث نہیں تھے، بلکہ ان کی قیاس قوت اور استدلالی سلیقہ حنفیوں سے کچھ کم نہ تھا، آخر کوئی بات ہی تھی جب امام شافعی نے علاوہ مذکورہ بالافقرہ کے ان کی اصابت فکر کا اندازہ کرتے ہوئے ایک دفعہ یہ جملہ فرمایا تھا کہ:

سیاتی علیه زمان لایفسر شیئاً فیخطئه (ص ایضا جلد ا)

ترجمہ: اس پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ تفسیر کرے گا تو کوئی غلطی نہیں کرے گا۔

اور کتاب بھی ان کی وہ جو صرف ان کی تصنیفوں ہی میں نہیں بلکہ علماء شافعیہ کے لٹریچر کے شہکاروں میں تھی۔ امام شافعیؒ ۸ کے جو اعتراضات حنفی نقاط نظر پر تھے ان کی تعبیر اپنی خاص قابلیت سے جو المزنی نے کی تھی وہ معمولی نہیں تھیں، کہیں اس سے پیشتر ابن سریج الامام کا ''جملہ،، اسی ''مختصر،، کے متعلق نقل کر چکا ہوں، جس میں انہوں نے اس کو (لم یفتض) کنواریوں میں شمار کیا ہے۔ قاضی بکار پر مختصر کی ان تیز ورسا تنقیدات کا جو اثر مرتب ہو سکتا تھا ظاہر ہے، کتاب کے دیکھنے کے ساتھ بے چین ہو گئے۔

قاضی مصر ہونے کی حیثیت سے جو مطلق العنانہ، اختیارات ان کو حاصل تھے، اپنے پیش رووں خصوصاً ابن ابی

اللیث کے مانند اگر چہ چاہتے تو وہ بھی وہی راہ اختیار کر سکتے تھے جو ابن ابی اللیث نے اپنے مخالفین کے مقابلہ میں اختیار کی تھی، کسی کے متعلق معمولی بھنک اگر اس کے کان میں پڑ جاتی تھی کہ عقیدہ میں ہمارا مخالف ہے تو آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔

الکندی نے لکھا ہے کہ بیچارے ہارون بن سعید الاملی کے متعلق ابن ابی اللیث کو کسی نے خبر پہونچائی کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں تم سے ان کو اتفاق نہیں تھا، سنتا تھا کہ مطر غلام کو اس فرعونی دماغ کے قاضی نے اشارہ کیا، نصر بن مرزوق کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا، ہارون بازار میں جارہے ہیں اور طیلسانه تحت عضده وعمامته فی رقبته ومطر غلام ابن ابی اللیث یسوقه بعمامته (الکندی ص ۴۵۲)

ان کا ہراشایہ ان کے بازو کے نیچے اور ان کا شملہ ان کی گردن میں تھا اور ابن ابی اللیث کا غلام ان کے شملے کو پکڑ کر ان کو کھینچ کر لے جاتا تھا۔

مگر یہ ایک معتزلی حنفی قاضی کا تجربہ تھا، اسی کے مقابلے میں ایک سنی حنفی قاضی بکار بن قتیبہ کو بھی دیکھئے، امام مزنی کی کتاب میں وہ اپنے واجب الاحترام امام اور ان کے تلامذہ کو اعتراضوں اور سخت تنقیدوں سے چھلنی پاتے ہیں۔ مگر کیا کرتے ہیں، شاید مخالف کے ساتھ مخالفت کی تاریخ میں غالباً بے نظیر واقعہ ہے کہ دیانتاً وہ محسوس فرماتے ہیں کہ المزنی نے امام شافعی کے حوالہ سے اس میں اعتراضات نقل کئے ہیں اور واقعہ کے اعتبار سے ان کو معلوم تھا کہ یہ اعتراضات امام شافعی ہی کے ہیں، مگر یہ بات کہ اس کا شرعی ثبوت کیا ہے، دینی ذمہ داریوں کے احساس کی نزاکت کی یہ آخری حد ہے کہ اپنے دو معتبر آدمیوں کو جن میں شہادت صادقہ کے ضروری صفات پائے جاتے ہیں ان کو حکم دیتے ہیں:

اذهبا واسمعا هذاالكتاب من ابی ابراهيم المزنی

اور صرف یہ نہیں کہ بس سن کر چلے آؤ، بلکہ ابن زولاق نے اس پر یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ قاضی بکار نے فرمایا کہ جب پوری کتاب المزنی سے براہ راست لو

فاذا فرغ منه فقولا له انت سمعت الشافعی یقول ذالک

قاضی بکار نے حکم دیا کہ جب وہ اس سوال کا جواب اثبات میں دے چکیں، تب میرے پاس تم دونوں آؤ اور باضابطہ طور پر فاشهدا علیه تم دونوں اس کی گواہی دو۔ دونوں گواہ المزنی کے پاس پہنچے۔

وسمعا من ابی ابراهيم المختصر وسألا: انت سمعت الشافعی یقول ذالک فقال نعم. ان

دونوں نے ابوابراہیم سے المختصر کوسنا اوران سے پوچھا آپ نے امام شافعیؒ سے اس کوفرماتے ہوئے سنا ہے تو انہوں نے کہا 'ہاں'۔

پھر ٹھیک جن الفاظ میں گواہ عدالتوں میں اپنا اظہار دیتے ہیں،ان ہی الفاظ میں قاضی صاحب کے سامنے ان لوگوں نے شهدا على المزني انه سمع الشافعي يقول ذالک ۔ان دونوں نے مزنی کے بارے میں گواہی دی کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

جب شہادت کی یہ ساری کارروائی مکمل ہوگئی ،تب اس وقت ''قاضی بکار،، نے کیا کیا؟ کیاابن ابی اللیث المعتزلی کے طور پر اپنے مطر غلام کو آواز دی کہ المزنی کوگرفتار کرکے لے آؤ،دنیا حیرت سے سنے گی کہ شہادت کی یہ ساری کارروائی اس حنفی سنی قاضی نے محض اس لئے کی کہ آئندہ ان کا جوارادہ تھا' اس کی تکمیل میں شرعی ذمہ داریوں سے اپنے کو بری کرلیں جوالفاظ اس کارروائی کے بعد قاضی بکار کی زبان پر جاری ہوئے ،ابن زولاق کی روایت ان کے متعلق یہ ہے کہ قاضی نے فرمایا:

نقول الآن استقام لنا ان نقول ''قال الشافعي،،

اب ہمارے لیے یہ درست ہوگیا کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا۔

گویا یہ ساراساز وسامان اور یہ ساری تیاریاں صرف اس ایک حرف کی تصحیح کے لئے تھی کہ یعنی شرعاً ''قال الشافعي،، کہنے کے وہ مجاز ہوجائیں،قضاء کے عہدہ سے ایک ابن ابی اللیث المعتزلی نے بھی نفع اٹھایا تھااور وہی قضا کی قوت ہے کہ اس سے قاضی بکار بھی استفادہ کرتے ہیں لیکن ایک نے دین کی تمام ذمہ داریوں کوتوڑنے میں اوردوسرے نے انھی ذمہ داریوں سے عہدہ براہونے میں اسے استعمال کیا۔بہرحال اس کے بعد ان مناظراتی کھئے یا تحقیقاتی سلسلہ کی تصنیفوں کی بنیاد پڑگئی،جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا کہ ان کا سلسلہ پھر صدیوں تک جاری رہا،ابن زولاق کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا اعلان کے بعد قاضی بکار نے ۔ رد على الشافعي هذا الكتاب ۔امام شافعیؒ پر یہ کتاب بطور رد لکھی۔

جہاں تک میرا علم ہے،قاضی بکار کی یہ کتاب شاید اب دنیا میں موجودنہیں،یا کسی کتب خانہ میں ہو، مجھے معلوم نہیں ،البتہ عبدالقادرالمصری صاحب طبقات نے اس کتاب کے متعلق لکھاہے کہ قاضی بکار نے :صنف كتابا جليلا ،نقض فيه على الشافعي ۔انہوں نے ایک عظیم کتاب لکھی اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ پر اعتراضات کا جواب دیا۔ رده على ابى حنيفه (طبقات ص ۱۶۹)

بہر حال جیسا کہ علماء کی شان ہونی چاہئے ،علم کا جواب قاضی نے کوڑوں سے نہیں بلکہ قلم سے دیا، اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ دونوں عالم حالانکہ ایک ہی شہر میں تھے لیکن میرا خیال ہے کہ قاضی بکار چونکہ المزنی اوران کے استاد کا رد لکھ رہے تھے اس لئے شرم وحجاب سے مدت تک المزنی سے انہوں نے ملاقات بھی نہیں کی، اور یہ سارے معلومات غائبانہ ہی چلتے رہے مگر خدا کی شان قاضی بکار کی ایک شرافت کا ثبوت قدرت کو پھر فراہم کرنا تھا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ کسی مقدمہ میں بحیثیت گواہ کے المزنی کو قاضی بکار کے اجلاس میں حاضر ہونا پڑا علامہ عبدالقادر صاحب طبقات لکھتے ہیں کہ اس وقت تک قاضی بکار۔ لایعرفه بوجهه انما كان يسمع عنه ويتشوق له . لیکن باوجود اشتیاق کے وہی حجاب مانع تھا، اگر یہ نہ ہوتا تو قاضی کو بھلا اپنے شوق کے پورا کرنے میں کون سی چیز مانع آسکتی تھی۔ خصوصاً اس زمانہ کے قاضی کو کہ جس کو جس وقت چاہتا بلا سکتا تھا۔ خیر اب ہوا یہ کہ جب المزنی اجلاس میں قاضی صاحب کے سامنے آگئے ،دریافت کیا جناب کا نام کیا ہے، جواب ملا، اسمٰعیل المزنی (ابوابراہیم مزنی کی کنیت ہے، اصلی نام اسمٰعیل ہی تھا، وہی بتایا گیا) المزنی کے لفظ کا کان میں پڑنا تھا کہ قاضی بکار پر ایک عجب حالت طاری ہوئی اور گھبرا کر دریافت کیا کہ المزنی صاحب الشافعی؟ بولے جی ہاں! قاضی صاحب نے اجلاس کے گواہوں کو خاص طور پر شناخت کنندگی کے لئے جو مصر کے ہر دار القضاء میں رہتے تھے، ان کو آواز دی اور پوچھا کہ اهـو هـو ؟ (کیا واقعی یہ وہی المزنی ہیں) گواہوں نے کہا انـه المـزنی (جی ہاں المزنی ہیں) شریف قاضی نے سر جھکالیا اور جو کچھ انہوں نے اظہار کیا، بلا چون وچرا بغیر کسی جرح وقدح کے تسلیم کرلیا کہ ان کے علمی اور دینی مقام کے وہ جوہر شناس تھے، رقابت دونوں میں صرف علمی تھی ،کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اجلاس سے المزنی نکلے اور ان کی زبان پر یہ فقرہ جاری تھا ۔ ستـر اللـه القاضي سترني القاضي ستره الله

اللہ قاضی کی پردہ پوشی کرے، قاضی نے میری پردہ پوشی کی اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔

مطلب یہ تھا کہ جرح میں اگر چاہتے ، بری بھلی باتیں پوچھ سکتے تھے، لیکن ایک شریف علم دوست مقابل کا سامنا تھا، اس سے جو توقع ہوسکتی تھی، وہی اس نے کیا۔ غالباً اسی کا نتیجہ تھا کہ یوں تو باہم ایک دوسرے سے الگ الگ رہتے تھے لیکن جب کبھی کسی مقام پر دونوں سے مڈبھیڑ ہوجاتی تو المزنی بھی قاضی کے احترام میں کمی نہیں کرتے ۔ ابن خلکان نے اس سلسلہ میں ایک واقعہ درج کیا ہے ۔ امام المزنی کی شرافت کا چونکہ اس سے اندازہ ہوتا ہے اسلیئے غالباً یہاں اس کا نقل کرنا ناموزوں نہ ہوگا۔............ (جاری ہے)

☆ کرر ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ،، فانھا تشرح البال، وتصلح الحال، وتحمل بھا الاثقال، وترضی ذا الجلال.☆

حواشی

۱۔(ابن القاسم کا ذکر متعدد بار آ چکا،سحنون مغرب میں اور اصبغ مصر میں ان ہی کے مالکی خلفاء تھے)

۲۔ابن وھب کی حیثیت فقہ مالکی میں وہی ہے جو حنفی میں قاضی ابو یوسف کی ہے،امام مالک کے اجلہ اصحاب میں تھے''الفقیہ،،کالفظ امام مالک ان کے سوا کسی کو نہیں کہتے تھے،فقہ کے ساتھ حدیث کے بھی امام تھے،ایک لاکھ حدیثیں روایت کیں،قیامت کے مصائب پر ایک کتاب لکھی تھی،یہی کتاب ان کے سامنے پڑھی جارہی تھی،چیخ کر بے ہوش ہو گئے،پھر وفات تک کچھ نہ بولے۔

۳۔اشھب کا حال گذر چکا۔

۴۔عبداللہ مصر میں امام مالک کے آخری شاگرد تھے۱۲

۵۔(متوکل کے زمانہ میں جب ابن اللیث کے اور بلاکشوں کے ساتھ یونس کو بھی جیل سے رہا کیا گیا اور پوچھا گیا کہ یہ کیسا شخص ہے،بولے (ماعلمت فیہ الاخیرا) کہا گیا کہ اتنے دن تک آپ کو اس نے جیل میں سڑایا تو فرمایا،لم یظلمنی ہو ولا کن ظلمنی من شھد علی...... من عفی واصلح کی کیسی عجب شان ہے دیکھو الکندی ص ۴۵۵)

۶۔(کہتے ہیں کہ ابن ابی اللیث کے عہد ولایت میں مصر میں شدید قحط پڑا،سارا شہر جس میں قاضی بھی تھا،استسقاء اور نیل کے افاضہ کے لئے باہر نکل گئے،ننگے سر ہو کر سب دعا مانگ رہے تھے،قاضی نے بھی اپنی ٹوپی اتار کر سامنے رکھی،کسی منچلے نے ٹوپی اچک لی،اور ایک نے دوسرے پر پھینکا اور لوگوں نے خود اس کے سامنے اس کی ٹوپی سے گیند کھیل کر دل کی بھڑاس نکالی۔(الکندی ۱۲)

۷۔(الکندی کی تاریخ الولاۃ والقضاۃ کا تکملہ ابن زولاق ہی نے کیا ہے اور قاضی بکار ہی کے ترجمہ سے ان کا تکملہ شروع ہوتا ہے۔)

۸۔(یہاں ایک خاص اصطلاح کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے،قدماء خصوصاً جس عہد کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس زمانہ میں طریقہ یہ تھا کہ استاد اپنے خیالات کا املا کراتا تھا،پھر ہر شاگرد اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق استاد کے ان خیالات کی پرورش کرتا تھا اور عبارتوں کو بناتا کاٹتا تھا،یوں یہ کتابیں استاد اور شاگرد دونوں کی طرف منسوب ہو جاتی تھیں،امام محمد نے امام ابوحنیفہ کی کتابیں اسی اصول کے تحت مرتب کی ہیں،لوگ امام محمد کی کتابوں کو کتب ابی حنیفہ بھی کہتے ہیں اور کتب محمد بھی،اسی طرح مزنی،بویطی،ابن ربیع المؤذن سب کے مختصرات ان کی طرف بھی منسوب ہیں اور امام شافعی کی طرف بھی ۱۲)...............(جاری ہے)

☆اکثر من الاستغفار،فمعہ الرزق والفرج،والذریۃ،والعلم النافع،والتیسیر،وحط الخطایا.☆